سخنان

بسمہٖ سبحانہ

تُفْلِحُوْا

یقیناً راہ فلاح کی پہلی منزل، کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا زبان پر جاری کرنا ہے۔ لیکن یہ پیغام ہمیں دیا کس نے تھا؟ اور ہم اس پیغامبر کے پیغام قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا پر اعتماد کیوں کریں؟ اس سوال کے جواب میں یہ حقیقت پوشیدہ ہے کہ وجود وتوحید الٰہی کے عقیدے کی بنیاد ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اگر اس ذات گرامی کی صداقت وعصمت پر ایمان نہ ہو تو ہر دنیوی الٰہ سے انکار کر کے واحد و یکتا اللہ پر ایمان لانے کی بات بے معنی ہو جاتی ہے۔

آنحضرتؐ نے یہ پیغام دینے سے قبل ۴۰ ؍سال تک کردار وعمل کا وہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ تمام وہ لوگ جن کے درمیان انھیں تبلیغ حق کرنا تھی ایک آواز ہو کر انھیں صادق اور امین کہنے اور ماننے لگے۔ اپنے اس کردار وعمل سے آنحضرتؐ نے اپنے پیغام قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا کے لئے اعتماد کی بنیاد فراہم کی۔

لیکن آج ہم رسولؐ اکرم کی صداقت وحقانیت پر کس طرح ایمان لائیں؟ اور ویسے بھی چونکہ اسلام کی بنیاد عقل وشعور پر ہے اس لئے ہمیں دین کے اصولوں میں غور وفکر کرنے کی پوری آزادی ہے۔ اب اگر ہم کہیں کہ آنحضرتؐ کی حقانیت کی دلیل خود قرآن کریم ہے تو یہ کلمہ حق ہونے کے باوجود اس سوال کو دعوت دیتا ہے کہ آخر ہمیں یہ بتایا کس نے کہ قرآن کلام وکتاب الٰہی ہے؟ تو جب تک خود پیغمبرؐ کی صداقت وحقانیت پر ایمان نہ لے آیا جائے قرآن پر ایمان لانے کی بات بھی بے معنی ہو جاتی ہے۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہی وہ نقطہ ہے جس کا ادراک کئے بغیر ہم وحدت الٰہی یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے مرکزی نقطے (Nucleus) تک نہیں پہنچ سکتے۔

اب اس محل پر ہمیں تاریخ سہارا دیتی ہے خواہ وہ دشمن کی لکھی ہوئی ہو یا دوست کی، قدیم ہو یا جدید اپنی تمام تر بے اعتباریوں کے باوجود کوئی چھوٹے سے چھوٹا مورخ بھی رسول اکرمؐ کے دامن صدق ودیانت پر عصبیت کی عینک سے دیکھنے کے باوجود آج تک کوئی ایک ہلکا سا دھبّہ بھی تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ نتیجہ؟ اب ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ ہم

بھی ۱۴سو سال پہلے کے عربوں کے ہم آواز ہو کر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق وامین مان لیں اور جب ایک بار سچا اور امانت دار مان لیا تو اب آپ کے اس پیغام پر کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو اور فلاح پاؤ، اور یہ کہ ''قرآن اسی واحد و یکتا خالق کائنات کا کلام ہے۔ یقین نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

لیکن کیا واقعی ہم اپنے صادق وامین نبیؐ کو سچا مانتے ہیں؟ کیا واقعی ہم نے اِلَّا اللّٰہ کہنے سے قبل لَا اِلٰہ کے مفہوم کو سمجھ لیا ہے؟ بیشک ہمارا شعوری جواب تو یہی ہوگا کہ ''ہاں'' لیکن اگر ہمارے کردار و عمل سے اس زبانی اقرار کی نفی ہو رہی ہو تو؟

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اسلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذریعہ فقط لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے بتوں کی معبودیت کا انکار کرتا ہے۔ نہیں۔ اسلام کو اللہ کے سوا کسی طاقت کے سامنے انسان کا جھکنا پسند نہیں ہے۔ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تُفْلِحُوْا کے پیغام سے ہمارے صادق وامین رسولؐ کا مقصد یہ تھا کہ ''انسان پر خدا کے علاوہ کسی کو حکومت کا حق نہیں ہے۔

مگر ہم ہیں کہ ہم نے اپنی خواہشوں کو اپنا الٰہ بنا لیا ہے۔ اور ''نہ نبیؐ کے نقش قدم پر چلتے ہیں نہ وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں، نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں، مشکوک اور مشتبہ چیزوں پر عمل کرتے ہیں اور اپنی خواہشوں کی راہ پر چلتے پھرتے ہیں...... گویا ہر شخص خود ہی اپنا امام ہے۔

حالانکہ رسولؐ کو صادق اور امین ماننے کے معنی یہی ہیں کہ فلاح حاصل کرنے کے لئے لَا اِلٰہَ کی روح کو اپنے کردار میں ڈھال لیا جائے۔

تو اب ہمارے لئے راستہ صاف ہے کہ ہم یا تو اپنی خواہشوں کو اپنا الٰہ بنا کر قرآن اور عالم قرآن کی مذمت کا نشانہ بنیں یا لَا اِلٰہَ کی روح کو اپنے کردار کے قالب میں ڈھال کر تُفْلِحُوْا کا مصداق بن جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ